بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

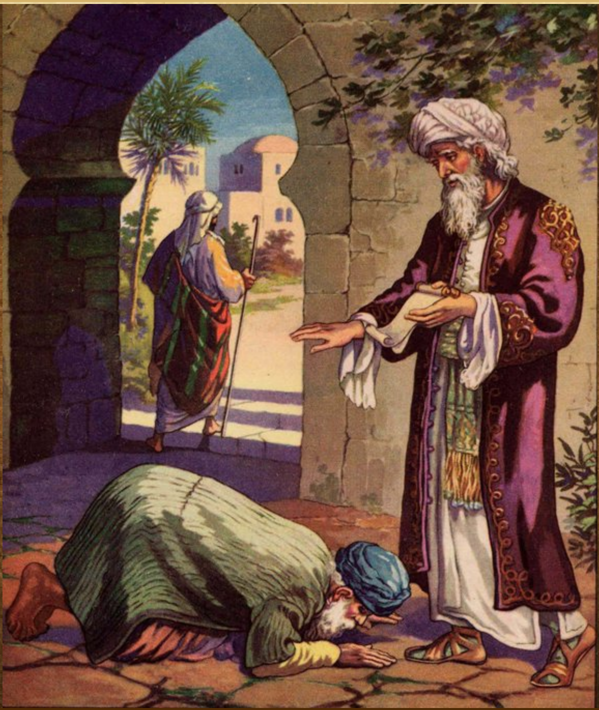

پیر کو سجدۂ تعظیمی جائز ہے؟

مُصنف:

خاکپائے پیر فہمی حضرت خواجہ صوفی شیخ محمد
فاروق شاہ قادری الچشتی عادل فہمی نوازی

معروف پیر مدظلہ العالی

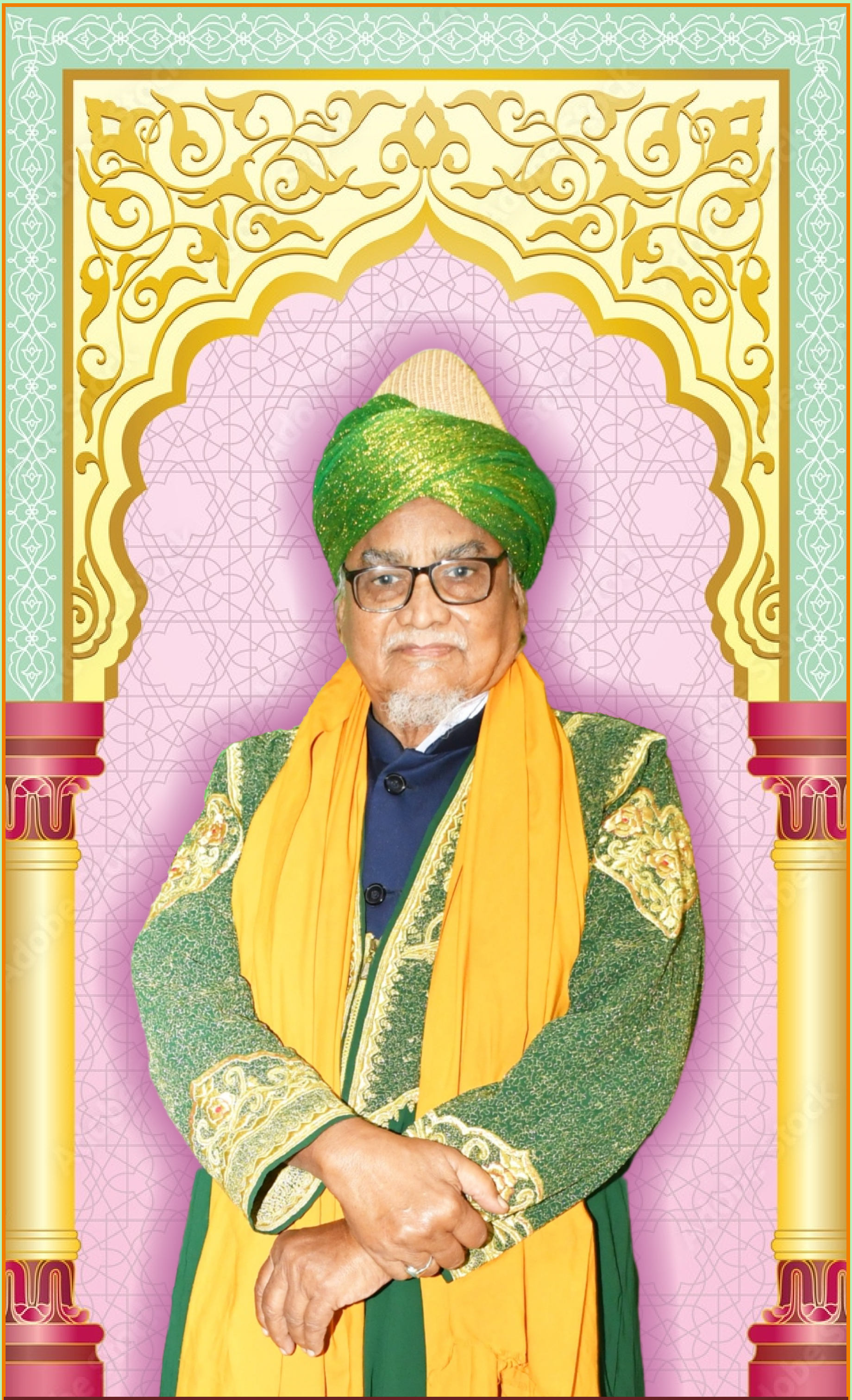

نورِ نگاہِ پیر عادلؒ حضرت خواجہ صوفی شیخ محمد
عبد الرؤف شاہ قادری الچشتی افتخاری
پیرؔ فہمی مدظلہ العالی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیر کو سجدۂ تعظیمی جائز ہے؟

مُصنف:

خاکپائے پیر فہمی حضرت خواجہ صوفی شیخ محمد
فاروق شاہ قادری الچشتی عادل فہمی نوازی
سرکار معروف پیر مدظلہ العالی

انتساب

لاکھوں احسان و شکر اُس رب کائنات کا، کروڑوں درود وسلام آقائے نامدار مدنی تاجدار سرکارِ دو جہاں محمد مصطفےٰ ﷺ پر وصد در صد احسان و شکر پیرانِ پیر روشن ضمیر حضرت غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ وخواجۂ خواجگاں خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ وتمامی اولیاء ومشائخین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کا جن کی روحانی امداد ہر دم قدم پر شامل حال ہے۔ انسان خدا کا مظہر اتم ہے۔ اس لئے وہ قابلیت رکھتا ہے کہ صفاتِ بشری کو فنا کر کے خدا میں مل جائے اور خدا کے صفات حاصل کر کے بقا کے مرتبہ کو پہنچے۔ رسول و پیغمبر علیہ السلام خدا کے مظہر خاص ہوتے ہیں۔ حصول معرفت کے لئے انسان کو مختلف ذرائع سے

گزرنا پڑتا ہے۔ میرے آقا و مولا پیر روشن ضمیر حضرت خواجہ شیخ محمد عبدالرؤف شاہ قادری الچشتی افتخاری پیر فہمی مدظلہ العالی نے اِنھیں رموز سے آگاہی بخش کر خلافتِ قادریہ عالیہ خلفائیہ و خلافت چشتیہ بہشتیہ سے سرفراز فرما کر مسند رشد و ہدایت پر فائض کیا۔ اسی رشد و ہدایت کے ضمن میں کتاب ہٰذا ''پیر کو سجدۂ تعظیمی جائز ہے؟'' ہے۔ جو میں اپنے پیرومرشد کی بارگاہ ولایت میں نذر کرتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

خاکپائے پیر فہمی حضرت خواجہ صوفی شیخ محمد فاروق شاہ
قادری الچشتی عادل فہمی نوازی

معروف پیر مدظلہ العالی

پیر کو سجدۂ تعظیمی کرنا جائز ہے؟

خلق می گوید کہ خسرو بت پرستی می کند
آری آری می کنم با خلق مارا کار نیست
(حضرت امیر خسروؒ)

اے ایمان والو! زیادہ تر گمانوں سے بچا کرو بیشک بعض گمان (ایسے) گناہ ہوتے ہیں (جن پر اُخروی سزا واجب ہوتی ہے) اور (کسی کے عیبوں اور رازوں کی) جستجو نہ کیا کرو اور نہ پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کی برائی کیا کرو، کیا تم میں سے کوئی شخص پسند کرے گا کہ وہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھائے، سو تم اس سے نفرت کرتے ہو۔ اور (اِن تمام معاملات میں) اللہ

سے ڈرو بیشک اللہ توبہ کو بہت قبول فرمانے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔

(سورۃ الحجرات آیت 12)

سنن ترمذی

حدیث نمبر:1988

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بدگمانی سے بچو، اس لیے کہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے“۔

امام ترمذی کہتے ہیں:

۱- یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲- سفیان کہتے ہیں کہ ظن دو طرح کا ہوتا ہے، ایک طرح کا ظن گناہ کا سبب ہے اور ایک طرح کا ظن گناہ کا سبب نہیں ہے، جو ظن گناہ کا سبب ہے وہ یہ ہے کہ آدمی کسی کے بارے میں گمان کرے اور اسے زبان پر لائے، اور جو ظن

گناہ کا سبب نہیں ہے وہ یہ ہے کہ آدمی کسی کے بارے میں گمان کرے اور اسے زبان پر نہ لائے۔

تخریج الحدیث:» صحیح البخاری/النکاح 45(5143)، والادب 57(6064)، و58(6066)، والفرائض 2(6724)، صحیح مسلم/البر والصلة 9(6536)، سنن ابی داود/ الادب 56 (4917) (تحفة الاشراف: 13720)، ومسند احمد (2/245، 312، 342، 465، 470، 482) (صحیح)

وضاحت: ۱؎: اسی حدیث میں بدگمانی سے بچنے کی سخت تاکید ہے، کیونکہ یہ جھوٹ کی بدترین قسم ہے اس لیے عام حالات میں ہر مسلمان کی بابت اچھا خیال رکھنا ضروری ہے سوائے اس کے کہ کوئی واضح ثبوت اس کے برعکس موجود ہو۔

سنگِ درِ جاناں پر کرتا ہوں جبیں سائی
سجدہ نہ سمجھ نجدی! سر دیتا ہوں نذرانہ
(مفتی اعظم ہند)

واضح رہے کہ قدم بوسی اور سجدہ دونوں کیمرے کی نظر میں ہی نہیں عام نظر میں بھی بظاہر ایک ہی جیسے ہیں۔ ان میں بڑا لطیف فرق ہے۔

مشائخِ عظام کے یہاں قدم بوسی ہی ہوتی ہے۔ دست بوسی یا قدم بوسی کی روایت خود، آثارِ صحابہ اور علماء وصوفیہ کے عمل سے ثابت و متحقق ہے۔

سنن ابی داود

باب: پیر چومنے (قدم بوسی) کا بیان۔

حدیث نمبر: 5225

زارع سے روایت ہے، وہ وفد عبدالقیس میں تھے۔ وہ

کہتے ہیں جب ہم مدینہ پہنچے تو اپنے اونٹوں سے جلدی جلدی اترنے لگے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں اور پیروں کا بوسہ لینے لگے۔

الادب المفرد (امام بخاریؒ کی کتاب)

باب: پاؤں چومنا (قدم بوسی)

حدیث نمبر:975

سیدنا زارع بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ہم مدینہ طیبہ میں آئے تو ہم سے کہا گیا: وہ اللہ کے رسول ہیں۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ، پاؤں پکڑ کر بوسہ لینے لگے۔

سنن ابن ماجہ

16. باب: ملاقات کے وقت ہاتھ چومنے کا بیان۔

حدیث نمبر: 3705

صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہود کے کچھ لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور پاوں چومے۔

البانی اس حدیث کی سند کو صحیح

محفلِ سماع کی کیف و مستی میں ڈوبے ہوئے وہ بے خود و سرشار مستانے کہاں گر رہے ہیں اور کیسے گر رہے ہیں، سر رکھ رہے ہیں یا پٹک رہے ہیں، جو بے خود، مدہوش اور کبھی بے ہوش بھی ہو جاتے ہیں۔ یقیناً وہ "**رفع القلم عن الثلاثة**" کے درجے میں ہوتے ہیں۔ جیسے کہ سنن ابی داؤد میں ہے کہ سیدنا مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"قلم تین آدمیوں سے اٹھا لیا گیا ہے: سوئے ہوئے شخص

سے یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے، بچے سے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے، اور دیوانے سے یہاں تک کہ اسے عقل آ جائے‘‘۔(کہ سنن ابی داود حدیث نمبر:4403)

فقہ وفتوؤں کی اپنی دنیا ہے اور عشق ووفا کا اپنا جہان ہے۔فقیہ پر واجب ہے کہ وہ مسلمانوں کو حرام اور ارتکابِ حرام سے دور رکھے۔کہ ابتدا میں ایک عام مسلمان اس سے آگے بڑھ کر حدودِ شریعت کو پامال کر دے۔فقہاء کے یہاں یہ مسلم ہے کہ سجدۂ عبادت شرک اور سجدۂ تحیت ناجائز ہے۔لیکن اب آیئے! عاشقوں کی واردات دیکھیے کہ وہ محبت والفت، عشق وارادت، کیف ومستی، جذب وشوق اور اضطرار وبیخودی کے عالم میں زبانِ حال سے کس طرح گویا ہوتے ہیں۔

ہزار سجدے کریں ان کی ذات کو کم ہے
ہمیں تو باندھ دیا ان کی ہی شریعت نے
(سید نظمی مارہرویؒ)

نہ ہو آقا کو سجدہ، آدم و یوسف کو سجدہ ہو!
مگر سدِ ذرائع داب ہے اپنی شریعت کا
(اعلیٰ حضرت بریلویؒ)

سجدہ کرتا جو مجھے اس کی اجازت ہوتی
کیا کروں اذن مجھے اس کا خدا نے نہ دیا
(مفتی اعظم ہندؒ)

اے شوق دل یہ سجدہ گر ان کو روا نہیں
اچھا وہ سجدہ کیجے کہ سر کو خبر نہ ہو
(اعلیٰ حضرت بریلویؒ)

اس میں روضے کا سجدہ ہو کہ طواف
ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے
(اعلیٰ حضرت بریلویؒ)

بے خودی میں سجدہ دریا طواف
جو کیا اچھا کیا، پھر تجھ کو کیا!
(اعلیٰ حضرت بریلویؒ)

سنگِ درِ جاناں پر کرتا ہوں جبیں سائی
سجدہ نہ سمجھ نجدی! سر دیتا ہوں نذرانہ
(مفتی اعظم ہندؒ)

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ملت عشق از ہمہ دینہا جداست
عاشقان را ملت و مذہب خداست

عشق والوں کا مذہب سب مذہبوں سے جدا ہے
عاشقوں کا مذہب صرف اللہ کا قرب حاصل کرنا ہے
(مثنوی معنوی دفتر اول، مولانا جلال الدین رومی)

ہے عاشقی میں رسم الگ سب سے بیٹھنا
بت خانہ بھی، حرم بھی کلیسا بھی چھوڑ دے
(بانگ درا حضرت علامہ محمد اقبال)

حضرت مجددِ الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ سجدہ تعظیمی کے جواز کے قائل نہیں ہیں مگر سجدہ تعظیمی اختلافی مسئلہ ہے اس کے قائل ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں کہ بعض فقہاء نے اگرچہ سجدہ تعظیمی کو جائز قرار دیا ہے۔ فقہاء کی ایک جماعت نے اس صورت

کو جائز رکھا ہے۔

(مکتوبات امام ربانی حصہ ہفتم دفتر دوم مکتوب 93)

حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ رقم فرمایا ہے۔

”قوالی مع مزامیر ہمارے نزدیک ضرور حرام وناجائز وگناہ ہے اورسجدۂ تعظیمی بھی ایسا ہی۔ ان دونوں مسئلوں میں بعض صاحبوں نے اختلاف کیا ھے، اگرچہ وہ لائقِ التفات نہیں۔ مگراس نے ان مبتلاؤں کو حکم فسق سے بچادیا ہے جوان مخالفین کے قول پر اعتماد کرتے اور جائز سمجھ کر مرتکب ہوتے ہیں۔“

(فتاویٰ مصطفویہ، ص:۲۵۴)

حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودرازؒ اپنے پیرومرشد کی خدمت میں حاضری کے آداب میں فرماتے ہیں کہ

جب مرید پیر کی خدمت میں حاضر ہو اس کے جمال با کمال پر نظر رکھے عاشق کی طرح منہ تکتا رہے یا اپنے پیروں پر نگاہ رکھے کھڑا رہے۔ اگر بیٹھے تو سینہ پر نظر رکھے۔ پیر کے سامنے دوڑ کر نہ چلے نہ بہت آہستہ چلے اگر کوئی چیز لایا ہے سامنے رکھ دے۔ اگر قرآن شریف یا اور کوئی دعا یا بزرگوں کا تبرک لایا ہے نہایت ادب کے ساتھ پیش کرے۔ جب شیخ کے سامنے حاضر ھو سر زمین پر رکھے مگر اس طرح که سجده نه ھو جائے یعنی پیشانی زمین کو نه لگے بلکه عمامه کا پیچ زمین پر ٹك جائے حضرت خواجه شیخ نصیر الدین چراغ دھلوی رحمته الله علیه کے حضور میں اسی طرح کیا جاتا تھا۔

(خاتمہ شریف صفحہ نمبر 59)

فتویٰ عزیزی

سوال: فوائد الفواد ملفوظ سلطان المشائخ میں چند باتیں مذکور ہیں کہ جو لوگ آپ (حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ) کے حضور میں حاضر ہوتے تھے وہ اپنا سر زمین پر رکھتے تھے۔ تو ایک مرتبہ شیخ ضیاء الدین برنی رحمتہ اللہ علیہ نے اس بارے میں استفسار کیا۔ تو آپ (حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ چاہتا ہوں کے لوگوں کو اس سے منع کروں۔ اس وجہ سے میں منع نہیں کر سکتا کہ خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ علیہ اور شیخ فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے حضور میں ایسا ہی لوگ کرتے تھے۔

اور آپ (حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب

الٰہی رحمۃ اللہ علیہ) نے کسی دوسرے شخص سے یہ فرمایا کہ جب کوئی چیز فرض ہو اور اس کی فرضیت منسوخ ہو تو اس کی سنت یعنی اس کا مسنون ہونا باقی رہ جاتا ہے۔ جیسا کہ روزہ ایام بیض (ہر قمری مہینہ کے ۱۳، ۱۴، ۱۵ کے روزے رکھنا) اور عاشورہ کا ہے یعنی یہ دونوں روزے پہلے فرض تھے۔ جب اس کی فرضیت منسوخ ہوئی تو اس کا مسنون ہونا باقی رہ گیا ہے اور فرشتوں کو حکم ہوا تھا کہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کو سجدہ کریں تو یہ حکم ان پر فرض تھا۔ چنانچہ فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ نہ کیا۔ پھر وہ حکم منسوخ ہو گیا۔ اور اباحت (کسی چیز کا شریعت میں مباح، جائز یا حلال ہونا) اس کی باقی ہے، تو ایسے بزرگوں نے جو ظاہر و باطن میں مقتدا تھے۔ یہ امر جائز رکھا۔

(کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کو سجدہ کیا جائے تو یہ مقام حیرت ہے اور یہ استدلال جیسا ہے وہ ظاہر ہے۔)

جواب:- شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

منتخب فتح العزیز میں ہے کہ شیخ عبد اللہ جدید الاسلام اس کو فارسی میں لکھتے ہیں اور کچھ عبارت اس کتاب سے نقل ہو کر خدمت سامی میں پہنچی ہے۔ اس کتاب میں قصہ حضرت آدم علی نبیاء علیہ الصلاۃ والسلام اور تحقیق سجدہ غیر اللہ کی نہایت خوبی کے ساتھ مرقوم ہے۔ اگر وہ کتاب اس وقت مل جائے گی تو چند سطر اس کی لکھ کر بھیج دوں گا۔

اب یہ امر بیان کرتا ہوں کہ یہ بزرگان ایسے سجدہ کو کیوں جائز رکھتے تھے۔ نہایت تحقیق و تفتیش کے بعد معلوم ہوا ہے کہ ان بزرگوں کے اس فعل کی غایت توجیہہ صرف یہ ہے کہ یہ بندگان سمجھتے تھے کہ سجدہ کی دو قسمیں ہیں۔ سجدۂ عبادت اور سجدۂ تحیت۔

’’سجدۂ عبادت کو تو غیر خدا کے لئے کفر جانتے تھے۔ لیکن سجدۂ تحیت کو غیر خدا کے لئے جائز قرار دیتے تھے‘‘۔

اور باعتبار ظاہر کے تعظیم باطنی سجدۂ عبادت میں بھی ہے۔ اور سجدۂ تحیت میں بھی ہے تو فرق دونوں میں یہ ہے کہ عند الملاقات جو تحیت مسنونہ ثابت ہے۔ جب اس سے تعظیم وتکریم زائد منظور ہوتی ہے۔ تو سجدہ کیا جاتا ہے تو وہ سجدہ سجدۂ تحیت ہے، اور اگر رجال الغیب کا تقریب مقصود ہو اور منظور ہو کہ کیفیات نفسانیہ جو مقصود ہے وہ حاصل ہو اور اس غرض سے سجدہ کیا جائے تو وہ سجدۂ عبادت ہے۔ جیسا کہ کفار بت کو سجدہ کرتے ہیں اور ملائکہ نے جو سجدہ حضرت آدم علیہ السلام کو کیا تھا۔ وہ سجدہ سجدۂ تحیت کے قسم سے تھا۔ چنانچہ اکثر مفسرین کا یہی قول ہے اور بعض مفسرین کا کلام یہ ہے کہ وہ سجدہ فی الواقع خدا کے لئے تھا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام صرف بطور قبلہ کے تھے۔

بہر حال حضرت آدم علیہ السلام سے فرشتوں کو تعلیمِ اسماء کی ہوئی۔ اور اس وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کا حقِ تعلیم فرشتوں پر ثابت ہوا۔ اور اس حق کے عوض میں فرشتوں کو حکم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں۔ اور اس سجدہ سے آپ کی تحیت ادا کریں تو امر دیگر متعلمین و مسترشدین کے لئے معلمین اور مرشدین کے حق میں بطریق اولیٰ ثابت ہوا اور یہ امر صرف ظاہرا سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ یہ امر شریعت میں منسوخ ہے لہٰذا فرضیت سے سنت کی طرف منتقل ہوا۔ لیکن اس دلیل پر اعتراض ہے اور وہ ظاہر ہے اور اس سے یہ امر محض غلط ثابت ہوتا ہے چنانچہ یہ امیر آں صاحب نے بھی خود فرمایا ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ ظاہر ایک دوسرا شبہ ہے کہ عبدالکریم گجراتی نے تفسیر کلالی تصوف کے طور پر لکھی ہے۔ اس میں یہ شبہ سورہ یوسف کی تفسیر میں لکھا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے

کہ اصول سے ثابت ہے کہ ہمارے قبل کی شریعت حجت ہے جب تک سابق شریعت کے کسی حکم کے بارے میں ثابت نہ ہو جائے۔ کہ وہ حکم ہماری شریعت میں منسوخ ہو گیا ہے اور سجدۂ تحیت شریعت میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے لئے جائز تھا۔ اور یہ حکم اس نص کتاب سے ثابت ہے خَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا

تو عبدالکریم بہرہ گجراتی نے لکھی ہے کہ چاہئے کہ یہ امر ہماری شریعت میں بھی جائز ہو اور اس امر کے جواز کا ناسخ صرف خبر واحد ہے، یعنی اس حدیث سے حکم منسوخ ہوا ہے۔

لو كنت أمرًا أحدا ان يسجد لأحد لأمرت المرأة أن تَسجُدَ لِنَدُجِها تلكن لا يَنبَغِى أَن يَسجُدَ لِير اللهِ

یعنی فرمایا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اگر مجھ کو یہ حکم

کرنا ہوتا کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے لئے سجدہ کرے تو عورت کو میں حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے لیکن انسان کو سزا وار نہیں کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرے۔

یہ ترجمہ حدیث مذکور کا ہے اور یہ ضرور ہے کہ نص کتاب کے لئے ناسخ جو خبر ہو وہ متواتر ہو خبر واحد نہ ہو اور باوجود اس کے یہ بھی احتمال ہے کہ اس خبر واحد میں جو حکم ہے وہ صرف اسی نظر سے صادر ہوا ہے کہ سجدۂِ تحیت کا سجدۂِ عبادت کے ساتھ مشتبہ (جس کی صحت میں شک ہو، جس کے بارے میں یقین نہ ہو، مشکوک، غیر یقینی۔) نہ ہو جائے۔ اس واسطے کہ لوگوں کے کفر کا زمانہ ابھی عنقریب گزرا تھا۔ اور غیر خدا کی عبادت کا خیال بھی بالکل زائل نہ ہوا تھا۔ اس وجہ سے مطلقاً غیر خدا کے لئے سجدہ سے منع فرمایا گیا۔ جیسا کہ ختم نرفت سے منع کیا گیا۔ اور جواب

اس شبہ کا یہ ہے کہ اس بیان میں سراسر غفلت ہے اور بالکل غلط ہے اس واسطے کہ اجماع قطعی سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کو سجدہ کرنا حرام ہے اور شرک ہے۔(فتویٰ عزیزی صفحہ نمبر 200)

ہندوستانی ملفوظاتی ادب میں سب سے زیادہ معتبر ومستند ملفوظ ''**فوائد الفواد**'' میں خواجہ قطب، بابا فرید اور حضرت نظام الدین اولیاء کے یہاں سجدۂ تعظیمی کی روایت کا ذکر ملتا ہے۔چناں چہ امیر حسن علی سنجری نے حضرت نظام الدین اولیاءؒ کا یہ قول نقل کیا ہے:

"برمن خلق می آید وروء بر زمین می آرد، چون پیش شیخ الاسلام فرید الدین وشیخ قطب الدین قدس اللہ روحهما العزیز منع نبود، من هم منع نمی کنم"۔

(فوائد الفواد، ج:۴، مجلس نمبر:۳۰، درگاہ حضرت نظام الدین اولیا، دہلی،۲۰۰۷ء)

ترجمہ: میرے پاس لوگ آتے ہیں اور اپنا چہرہ زمین پر رکھتے ہیں، چوں کہ شیخ الاسلام بابا فریدؒ اور حضرت قطب الدین بختیار کا کیؒ کی محفل میں یہ منع نہیں تھا، اس لیے میں بھی منع نہیں کرتا۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ علیہ حضرت بابا شیخ فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی رحمتہ اللہ علیہ حضرت خواجہ شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز بلند پرواز رحمتہ اللہ تعالی علیہ یہ تمام غوث و قطب کے مرتبہ پہ فائض ہیں۔ علمِ ظاہرہ میں محدیثِ کبیر، مفسیرِ اعظم، فقیہ اعظم، مجددِ اعظم اور علمِ باطنیہ میں

تمام علوم سے مرجع تھے۔ صاحبِ کشف والہام تھے۔ یہ اولیاءِ کاملین سجدۂِ تعظیمی کی اپنے پاس الہامی وفقہی دلائل رکھتے تھے۔

معرفت کا ایک خاص نکتہ رسالہ غوث الاعظمؓ کتاب سے بتانا چاہتا ہوں۔ رسالہ غوث الاعظمؓ کے تمام الہامات منہتوں وکاملین کے لیے ہیں جو خود صاحبِ الہام ہوا کرتے ہیں۔ الہام کے معنی کو سمجھے بغیر آپ الہام سے ناواقف رہیں گے۔

امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں کہ الہام کے معنی ہیں:

" کسی شخص کے دل میں کوئی بات القا کر دینا لیکن یہ لفظ ایسی بات کے القا کے ساتھ مخصوص ہو چکا ہے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے کسی شخص کے دل میں ڈال دی جاتی ہے۔"

(**مفردات القرآن بذیل مادہ 'لھم'**)

الہام سمجھ دینے اور دل میں کوئی بات القاء کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ اصل معنی نگلنے کے ہیں چونکہ الہام میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے دل میں ایک بات اتاری جاتی ہے اس واسطے اس کا نام الہام ہوا۔ اللہ کی طرف سے انبیاء یا اولیاء کو جو اطلاع یا ہدایت روحانی طور پر دی جاتی ہے۔ اس کو الہام کہتے ہیں۔ اس میں مرد اور عورت کی تخصیص نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو موسیٰ علیہ السلام کی حفاظت اور سلامتی کے متعلق الہام خداوندی ہوا تھا، جس کا قرآن میں ذکر ہے۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کو بھی الہام ہوتا تھا۔ الہام سوتے اور جاگتے دونوں حالتوں میں ہو سکتا ہے۔ لیکن صرف خدا کے برگزیدہ بندوں کو ہی ہوتا ہے۔ اس لیے صفائی قلب، اعمال حسنہ اور یقین کی درستی کے ساتھ تائید توفیق الٰہی ضروری ہے۔ اسی کی ایک قسم کشف ہے۔ وحی انبیاء کے

لیے مخصوص ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے جب اللہ عزوجل کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین میں فقیہ بنا دیتا ہے اور رشد وہدایت الہام فرما دیتا ہے۔ اس میں انسان کے کسب اور محنت کا کوئی دخل نہیں ہوتا، یہ محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ چیز ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

رسالہ غوث الاعظم کتاب میں ایک الہام ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قال: یا غوث الاعظم ما اکل الانسان شیئا وما شرب وما قام وما قعد وما نطق وماصمت وما فعل فعلا وما توجه الی شیئی وما غاب عنالاوانا فیه ساکنه و سمکنه و محرکه

فرمایا: اے غوث اعظم، انسان کوئی چیز نہیں کھاتا، نہ پیتا نہ کھڑا ہوتا نہ بیٹھتا نہ بولتا نہ سنتا نہ کوئی کام کرتا، نہ کسی چیز کی طرف متوجہ ہوتا نہ اس سے بے رخ ہوتا ہے مگر یہ کہ اس میں "میں" ہوتا ہوں، "میں" ہی اس کو ساکن رکھتا ہوں اور "میں" ہی اس کو حرکت میں لاتا ہوں۔

انسانی حرکات و سکنات میں خدا

(اس الہام کی شرح میں حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودراز بلند پرواز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ) خود کہتا ہے (جانتے ہو) غوث اعظم میں کیا کرتا ہوں۔ انسان یعنی محمد ﷺ اولیاء اللہ کوئی چیز نہیں کھاتے نہ پیتے نہ کھڑے ہوتے نہ بیٹھتے، نہ کہتے نہ سنتے نہ کوئی کام

کرتے نہ کسی چیز کی طرف توجہ کرتے نہ اس سے غائب ہوتے مگر یہ کہ میں اس انسان میں رہتا ہوں۔ اس کو ٹھہرائے رکھتا ہوں اور اس کو حرکت میں رکھتا ہوں۔

بی ینطق وبی یسمع وبی یبصر وبی یمشی وبی یقعد وبی یفعل

یعنی مجھ ہی سے (استعارۃ میری زبان سے) بولتے ہیں۔ مجھ ہی سے (یا میرے کان سے) سنتے ہیں۔ مجھ ہی سے دیکھتے ہیں۔ مجھ ہی سے چلتے ہیں۔ مجھ ہی سے بیٹھتے ہیں اور مجھ ہی سے ہر عمل کرتے ہیں"

یعنی ان کی حرکات وسکنات مجھ ہی سے ہیں۔ جس طرح کہ جسم کے ڈھانچہ کی حرکات وسکنات روح سے ہے۔ یہ خصوصیت آنحضرت ﷺ کی ہے۔ جو عالم کے سردار ہیں۔ اور (یہ خصوصیت) اولیاء کی بھی ہے۔ کیونکہ محمد ﷺ اور اولیاء خدا سے ایسے ملے ہوئے ہیں۔ اے

دوست محمد ﷺ اور تمام اولیاء اس (خدا) کے آئینہ ہیں۔ ان میں بجز خدا کے اور کچھ روشن نہیں۔ یہی مقام ہے جب کہ ان کو مریدین اور معتقدین سجدہ کرتے ہیں۔ سجدہ ان کو نہیں بلکہ ان کے خالق کو ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کے اعضاء اسی کے نور کے ہیں۔ اور اس (خدا) کے لیے آئینہ بن گئے ہیں۔ ان کو اس نے خود اپنے لئے اپنے ہی سے پیدا کیا ہے۔

(**رسالہ غوث الاعظم**-73/72/71)

بخاری شریف میں اسی طرح کی حدیث قدسی ہے۔

جب میرا بندہ مجھ سے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ میں "اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ پھر جب "میں" اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو "میں" اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس

سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے (**بخاری شریف حدیث** 6502)۔

حضرت مولانا رومؒ نے اسی مقام کی طرف اشارہ فرمایا۔

بیت

می کند ہر لحظہ خود را سجدہ او
سجدہ پیش آید از بہر او

حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ نے بھی فرمایا ہے۔

گر نبودے ذات حق اندر وجود
آب و گل را کے ملک کردے سجود

اگر ذات حق آدم کے وجود کے اندر میں نہ ہوتی تو آب گل کو فرشتے کیسے سجدہ کرتے۔

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ

اگر سجدہ آدم کو کفر ہے
تو پھر یہ قلبِ آدم کس کا گھر ہے

اللہ رب العزت کو جو سجدۂِ کیا جاتا ہے وہ سجدۂِ توحید ہے اور سیدنا آدم علیہ السلام کو جس سجدے کا حکم ہوا وہ سجدۂِ عشق ہے شیطان سجدۂِ توحید کا قائل تھا اور سجدۂِ عشق کا نہیں۔ سجدۂِ توحید میں بندہ بندہ رہتا ہے اور خدا خدا رہتا ہے مگر سجدۂِ عشق میں جب ساجدِ عشق معشوق کو سجدۂِ عشق کرتا ہے تو عاشق معشوق میں اپنی ہستی کو فنا کر دیتا ہے کیونکہ عشق کی تاثیر فنا کی ہے۔

خاکپائے پیر فہمی حضرت خواجہ صوفی شیخ محمد
فاروق شاہ قادری الچشتی عادل فہمی نوازی
معروف پیر مدظلہ العالی

اہلِ سلسلہ حضرت پیر فہمیؔ مدظلہ العالی کے خدمات

TASANEEF

Hazrat Khwaja Sufi Shaikh Mohammed Farooque Shah Qadri Al-Chishti
Adil Fehmi Nawazi **MAROOF PEER** Madzillahul Aali

ASTANA-E-MAROOF PEER

Maddikunta Village, Sadashiv Pet Mandal, Dist. Sangareddy,
Hyderabad, Telangana.

Contact : +91 9967 9857 02